ایک بہت ہی مختصر اور آسان سوال

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیدا ہونے سے پہلے 1300 سال میں امت مسلمہ کا وہ فرقہ موجود تھا کہ نہیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "جنتی" فرمایا تھا؟ اگر تھا تو وہ کونسا فرقہ تھا؟

اگر نہیں تھا تو کیا 1300 سال تک ساری امت "جہنمی" ہی تھی؟

تمام مرزائی مربی حضرات جواب ضرور دیں

جماعت سے مراد ہے اور چونکہ حکم کثرت مقدار اور کمال صفائی انوار پر ہوتا ہے اس لئے اس سورۃ میں انعمت علیھم کے فقرہ سے مراد یہی دونوں گروہ ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جماعت کے اور مسیح موعود مع اپنی جماعت کے۔ خلاصہ کلام یہ کہ خدا نے ابتدا سے اس اُمّت میں دو گروہ ہی تجویز فرمائے ہیں اور انہی کی طرف سورہ فاتحہ کے فقرہ انعمت علیھم میں اشارہ ہے (۱) ایک اوّلین جو جماعت نبوی ہے (۲) دوسرے آخرین جو جماعت مسیح موعود ہے اور افراد کاملہ جو درمیانی زمانہ میں ہیں جو فیج اعوج کے نام سے موسوم ہے جو بوجہ اپنی کمی مقدار اور کثرت اشرار وفجار وہجوم افواج بد مذاہب و بدعقائد و بداعمال شاذ و نادر کے حکم میں سمجھے گئے گو دوسرے فرقوں کی نسبت درمیانی زمانہ کے صلحاءِ اُمتِ محمدیہ بھی باوجود طوفانِ بدعات کے ایک دریائے عظیم کی طرح ہیں۔ بہرحال خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا علم جس میں غلطی کو راہ نہیں یہی بتلاتا ہے کہ درمیانی زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بلکہ تمام خیر القرون کے زمانہ سے بعد میں ہے اور مسیح موعود کے زمانہ سے پہلے ہے یہ زمانہ فیج اعوج کا زمانہ ہے یعنی ٹیڑھے گروہ کا زمانہ جس میں خیر نہیں مگر شاذ و نادر۔ یہی فیج اعوج کا زمانہ ہے جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے لیسوا منی ولست منھم یعنی نہ یہ لوگ مجھ میں سے ہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں یعنی مجھے اُن سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ یہی زمانہ ہے جس میں ہزارہا بدعات اور بے شمار ناپاک رسومات اور ہر ایک قسم کے شرک خدا کی ذات اور صفات اور افعال میں اور گروہ در گروہ پلید مذہب جو تہتر تک پہنچ گئے پیدا ہو گئے اور اسلام جو بہشتی زندگی کا نمونہ لے کر آیا تھا اس قدر ناپاکیوں سے بھر گیا جیسے ایک سڑی ہوئی اور پُر نجاست زمین ہوتی ہے۔

اس فیج اعوج کی مذمت میں وہ الفاظ کافی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے اس کی تعریف میں نکلے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی دوسرا انسان

مرزا صاحب کے نزدیک اسلام کے تہتر فرقے نجاست سے بھرے ہوئے ہیں

نعوذ باللہ

لوگوں کا اٹھایا ہوا تھا جو مدینہ میں نہیں آتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ سے واقفیت نہ رکھتے تھے آپ کے حالات نہ جانتے تھے' آپ کے اخلاص' آپ کے تقویٰ' اور آپ کی طہارت سے نا واقف تھے آپ کی دیانت اور امانت سے بے خبر تھے۔ چونکہ ان کو شریروں کی طرف سے یہ بتایا گیا کہ خلیفہ خائن ہے' بد دیانت ہے' فضول خرچ ہے' وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے وہ گھر بیٹھے ہی ان باتوں کو درست مان گئے اور فتنہ کے پھیلانے کا موجب ہوئے۔ لیکن اگر وہ مدینہ میں آتے۔ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں بیٹھتے آپ کے حالات اور خیالات سے واقف ہوتے تو کبھی ایسا نہ ہوتا جیسا کہ ہؤا۔

میں نے ان حالات کو بہت مختصر کر دیا ہے ورنہ یہ اتنے لمبے اور ایسے دردناک ہیں کہ سننے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ یہ وہ فتنہ تھا جس نے مسلمانوں کے ۷۲ فرقے نہیں بلکہ ۷۲ ہزار فرقے بنا دیئے۔ مگر اسکی وجہ وہی ہے جو میں نے کئی دفعہ بتائی ہے کہ وہ لوگ مدینہ میں نہ آتے تھے۔ ان باتوں کو خوب ذہن نشین کر لو کیونکہ تمہاری جماعت میں بھی ایسے فتنے ہوں گے جن کا علاج یہی ہے کہ تم بار بار قادیان آؤ اور صحیح صحیح حالات سے

انوارالعلوم، جلد۳، ص: ۲۰۲

واقفیت پیدا کرو۔ میں نہیں جانتا کہ یہ فتنے کس زمانہ میں ہوں گے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ ہوں گے ضرور لیکن اگر تم قادیان آؤ گے اور بار بار آؤ گے تو ان فتنوں کے دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ پس تم اس بات کو خوب یاد رکھو اور اپنی نسلوں در نسلوں کو یاد کراؤ تاکہ

وقت تک قائم رہو۔

یہ وہ میرے سلسلہ کے اصول ہیں جو اس سلسلہ کے لئے امتیازی نشان کی طرح ہیں جس انسانی ہمدردی اور ترک ایذاء بنی نوع اور ترک مخالفت حکام کی یہ سلسلہ بنیاد ڈالتا ہے دوسرے مسلمانوں میں اس کا وجود نہیں اُن کے اصول اپنی بے شمار غلطیوں کی وجہ سے اور طرز کے ہیں جن کی تفصیل کی حاجت نہیں اور نہ یہاں کا موقع ہے۔

اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے اور جائز ہے کہ اس کو **احمدی مذہب کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کے لئے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی **مسلمان فرقہ احمدیہ**۔

جہاں تک میرے علم میں ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ آج تک تیس ہزار کے قریب متفرق مقامات پنجاب اور ہندوستان کے لوگ اس فرقہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں اور جو لوگ ہر ایک قسم کے بدعات اور شرک سے بیزار ہیں اور دل میں یہ فیصلہ بھی کر لیتے ہیں کہ ہم اپنی گورنمنٹ برطانیہ سے منافقانہ زندگی کرنا نہیں چاہتے۔ اور صلح کاری اور وفاداری کی فطرت رکھتے ہیں وہ لوگ بکثرت اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً عقلمندوں کی اس طرف ایک تیز حرکت ہو رہی ہے۔ اور یہ لوگ محض عوام میں سے نہیں ہیں بلکہ بعض بڑے بڑے معزز خاندانوں میں سے ہیں اور ہر ایک قسم کے تاجر اور ملازمت پیشہ اور تعلیم یافتہ اور علماء اسلام اور رؤساء اس فرقہ میں داخل ہیں گو

جھلیا کدی غور تے کر

سوچ قادیانی تو کس احمدیت نام پر خود کو اترا کر احمدی کہتا ہے.؟؟؟ کیا تمہیں پتہ ہے یہ نام مرزا قادیانی کے گڑگڑانے پر انگریز نے رکھا تھا؟ اگر نہیں پتہ تو ابھی روحانی خزائن کی جلد 15 کا صفحہ نمبر 526 نکال اور یہ عبارت غور سے پڑھ ''ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی مسلمان احمدی فرقہ''

سوچ قادیانی اس وقت اگر مرزا قادیانی کی معزز گورنمنٹ یہ نام رکھے جانے سے انکار کر دیتی تو آج تمہاری نظر میں تمہارا کیا نام ہوتا.؟؟؟ ہماری نظر میں تو تم پہلے بھی مرزائی تھے اب بھی مرزائی ہو اور ہمیشہ مرزائی ہی رہو گے تاوقتیکہ توبہ کرو۔

ایسی نازک ہو رہی ہے کہ دین مطہر ہزار ہا بدعات کے نیچے دب گیا ہے۔ بارہ سو برس میں [۱۲۰۰] تو صرف تہتّر فرقے اسلام کے ہو گئے تھے لیکن تیرھویں صدی نے اسلام میں وہ بدعات اور نئے فرقے پیدا کئے جو بارہ سو برس میں پیدا نہیں ہوئے تھے اور اسلام پر بیرونی حملے اس قدر زور شور سے ہو رہے ہیں کہ وہ لوگ جو صرف حالات موجودہ سے نتیجہ نکالتے ہیں اور آسمانی ارادوں سے ناواقف ہیں انہوں نے رائیں ظاہر کر دیں کہ اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ ایسا عالی شان دین جس میں ایک شخص کے مرتد ہونے سے بھی شور قیامت قوم میں برپا ہوتا تھا اب لاکھوں انسان دین سے باہر ہوتے جاتے ہیں اور صدی کا سر جس کی نسبت یہ بشارت تھی کہ اس میں مفاسد موجودہ کی اصلاح کیلئے کوئی شخص امت میں سے مبعوث ہوتا رہے گا اب مفاسد تو موجود ہیں بلکہ نہایت ترقی پر مگر بقول ہمارے مخالفوں کے ایسا شخص کوئی مبعوث نہیں ہوا جو ان مفاسد کی اصلاح کرتا جو ایمان کو کھاتے جاتے ہیں اور صدی میں سے قریباً پانچواں حصہ گذر بھی گیا گویا ایسی ضرورت کے وقت میں یہ پیشگوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خطا گئی حالانکہ یہی وہ صدی تھی جس میں اسلام غریب تھا اور سراسر آسمانی تائید کا محتاج تھا اور یہی وہ صدی تھی جس کے سر پر ایسا شخص مبعوث ہونا چاہئے تھا جو عیسائی حملوں کی مدافعت کرتا اور صلیب پر فتح پاتا یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہو کہ مسیح موعود ہو کر آتا اور کسر صلیب کرتا۔ سو خدا نے اس صدی پر یہ طوفانِ ضلالت دیکھ کر اور اس قدر رُوحانی موتوں کا مشاہدہ کر کے کیا انتظام کیا؟ کیا کوئی شخص اس صدی کے سر پر صلیبی مفاسد کے توڑنے کے لئے پیدا ہوا؟[ل] اس میں کیا شک ہے کہ مرکزِ ضلالت ہندوستان تھا☆

☆ اگر کوئی اپنے گھر کی چار دیوار سے چند روز کے لئے باہر جا کر ملّہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بلادِ شام وغیرہ ممالک اسلامیہ کا سیر کرے تو وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ جس قدر مختلف مذاہب کا مجموعہ آج کل ہمارا یہ ملک ہو رہا ہے اور جس قدر ہر یک مذہب کے لوگ دن رات ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں اس کی نظیر کسی ملک میں موجود نہیں۔ منہ

اس فیج اعوج کے زمانہ کی بدی کیا بیان کرے گا۔ اسی زمانہ کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمین جور اور ظلم سے بھر جائے گی۔ لیکن مسیح موعود کا زمانہ جس سے مراد چودھویں صدی من اوّلہٖ الٰی آخرہٖ ہے اور نیز کچھ اور حصّہ زمانہ کا جو خیر القرون سے برابر اور فیج اعوج کے زمانہ سے بالاتر ہے یہ ایک ایسا مبارک زمانہ ہے کہ فضل اور جود الٰہی نے مقدر کر رکھا ہے کہ یہ زمانہ پھر لوگوں کو صحابہ کے رنگ میں لائے گا اور آسمان سے کچھ ایسی ہوا چلے گی کہ یہ تہتر فرقے مسلمانوں کے جن میں سے بجز ایک کے سب عار اسلام اور بدنام کنندہ اس پاک چشمہ کے ہیں خود بخود کم ہوتے جائیں گے اور تمام ناپاک فرقے جو اسلام میں مگر اسلام کی حقیقت کے منافی ہیں صفحۂ زمین سے نابود ہو کر ایک ہی فرقہ رہ جائے گا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے رنگ پر ہوگا۔ اب ہر ایک انسان سوچ سکتا ہے کہ اس وقت ٹھیک ٹھیک قرآن پر چلنے والے فرقے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے کس قدر کم ہیں۔ جو مسلمانوں کے تہتر گروہ میں سے صرف ایک گروہ ہے اور پھر اس میں سے بھی وہ لوگ جو در حقیقت تمام اقسام ہوا اور نفس اور خلق سے منقطع ہو کر محض خدا کے ہو گئے ہیں اور ان کے اعمال اور اقوال اور حرکات اور سکنات اور نیات اور خطرات میں کوئی ملونی خباثت کی باقی نہیں ہے وہ کس قدر اس زمانہ میں کبریت احمر کے حکم میں ہیں۔ غرض تمام مفاسد کی تفصیلات کو زیر نظر رکھ کر بخوبی سمجھ آ سکتا ہے کہ در حقیقت موجودہ حالت اسلام کی کسی خوشی کے لائق نہیں اور وہ بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہو رہا ہے۔ اور اسلام کے ہر ایک فرقہ کو ہزارہا کیڑے بدعات اور افراط اور تفریط اور خطا اور بیبا کی اور شوخی کے چمٹ رہے ہیں اور اسلام میں بہت سے مذہب ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ جو اسلام کا دعویٰ کر کے پھر اسلام کے مقاصد توحید و تقویٰ و تہذیب اخلاق و اتباع نبی ﴿۸۳﴾ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن ہیں۔ غرض یہ وجوہ ہیں جن کے رو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ [1]۔ یعنی ابرار اخیار کے بڑے گروہ جن کے ساتھ بد مذاہب کی آمیزش نہیں وہ دو ہی ہیں ایک پہلوں کی جماعت یعنی صحابہ کی جماعت

[1] الواقعۃ: ۴۰، ۴۱

مرزائیت کے لیے لمحہ فکریہ

مرزا قادیانی کا اعتراف کہ مسلمانوں کے 73 فرقے پورے ہو چکے تو جب تمہارے آنے سے پہلے ہی پورے ہیں تو تم کون سا ہو۔؟ خود کو 73 واں فرقہ کہنے والے مرزائیو! مرزا قادیانی کے یہ 5 حوالے نوٹ کرو اور سوچو جب مرزا قادیانی کے بقول 73 پورے ہو چکے تو تم کون سا 73 واں ہو۔؟؟؟ وہ مرزائی ہی کیا جو مرزے کی مان لے

روحانی خزائن جلد ۱۷ — ۴۵۰ — اربعین نمبر ۴

بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ایسا [illegible]
امر ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام مذاہب اسلام کے تہتر فرقوں میں سے [illegible] کن معنوں سے اس کا نام حکم
رکھا جاتا۔ [illegible]
[illegible]

روحانی خزائن جلد ۲۲ — ۴۳ — حقیقۃ الوحی

پس اصل بات یہ ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد امت مرحومہ تہتر فرقوں پر منقسم ہو گئی اور صدہا
مختلف قسم کے عقائد ایک دوسرے کے مخالف ان میں پھیل گئے یہاں تک کہ یہ عقائد کہ مہدی
ظاہر ہوگا اور مسیح آئے گا ان میں بھی ایک بات پر متفق نہ رہے۔ چنانچہ شیعوں کا مہدی تو ایک غار

---

۴۵۶ — اربعین نمبر ۴

ہاتھ میں کیا ہے۔ بجز ان چند حدیثوں کے جو تہتر فرقوں نے بوٹی بوٹی کرکے باہم تقسیم کر رکھی ہیں
صورت حق اور یقین کہاں ہے اور ایک دوسرے کے مکذب ہو رہے ہیں۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کا حکم یعنی

روحانی خزائن جلد ۴ — ۳۰ — مباحثہ لدھیانہ

اور معیار اور میزان قرار دے گا وہ ردّی ہو جائے گا اور جو اس کو مخالف قرار نہیں دے گا وہ پاک ہو جائے گا۔
اب ناظرین انصاف فرماویں کہ کیا یہ حدیث [illegible] پکارتی کہ احادیث وغیرہ میں جس قدر
اختلاف باہمی پائے جاتے ہیں ان کا تصفیہ قرآن کریم کے رو سے کرنا چاہیئے۔ ورنہ یہ تو ظاہر ہے
کہ اسلام میں تہتر کے قریب فرقے ہو گئے ہیں ہر یک اپنے طور پر حدیثیں پیش کرتا ہے اور دوسرے

روحانی خزائن جلد ۱۷ — ۲۲۶ — تحفہ گولڑویہ

ہوں یعنی مجھے ان سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ یہی زمانہ ہے جس میں ہزارہا بدعات اور بے شمار
ناپاک رسومات اور ہر ایک قسم کے شرک خدا کی ذات اور صفات اور افعال میں اور گروہ
در گروہ پلید مذہب جو تہتر تک پہنچ گئے پیدا ہو گئے اور اسلام جو بہشتی زندگی کا نمونہ لے کر
آیا تھا اس قدر ناپاکیوں سے بھر گیا جیسے ایک سڑی ہوئی اور پُر نجاست زمین ہوتی ہے۔

ما رُوی عن سیدنا خیر الأنام، وأفضل الأنبیاء الکرام، وهو أنه قال صلی اللّٰه
آں حدیث است کہ از بزرگ ترین پیغمبراں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مروی شدہ۔ و او ایں است
علیه وسلم حین أخبر عن أواخر الأیام: لَتَسْلُکُنَّ سُنَنَ مَن قبلکم
کہ آنجناب در حالات زمانہ آخری چنیں فرمودہ است۔ شما بر طریقہ کسانے خواہید رفت کہ پیش
حَذْوَ النعل بالنعل. وأراد علیه السلام مِن هذا أن المسلمین
از شما گذشتہ اند۔ و ایں متابعت ہمچو برابری نعل با نعل خواہد بود و ازیں حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں ارادہ فرمودہ
یشابهونهم فی جمیع أنواع الدجل والجُعل، وقال لتأخُذُنّ مثلَ
است کہ ہر چہ پیشینیاں از جعل و دجل و فسق و فجور کردہ اند شما نیز ہم آں ہمہ خواہید کرد۔ و فرمود کہ شما خواہید گرفت
أخذِهم إنْ شِبرًا فشبرًا وإنْ ذراعًا فذراعًا، وإنْ باعًا
در اعمال و اقوال و مذہب مانند گرفتن ایشاں اگر یک بالشت بود۔ پس شما ہم بالشت و اگر بقدر درازی دست بود پس
فباعًا، حتی لو دخلوا جُحْرَ ضَبٍّ لدخلتموه معهم .ولا یخفی
شما ہم بقدر درازی دست تجاوز خواہید کرد بحدے کہ اگر اوشاں در سوراخ سوسمار خزیدہ باشند شما ہم خواہید
علی العالمین أن بنی اسرائیل قد افترقوا علی إحدی وسبعین فرقة
خزید۔ و بر عالماں پوشیدہ نیست کہ بنی اسرائیل بر یک و ہفتاد فرقہ تقسیم شدہ بودند
فأوجبَ منطوقُ هذا الحدیث أن تکون کمثلها فرقُ أُمّةِ ﴿۱۷﴾
پس منطوق ایں حدیث واجب کرد کہ فرقہ ہائے سیدنا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
سیدنا خاتم النبیین عِدّةً. وهذا الافتراق لم یکن فی القرون
ہم بریں مقدار باشند۔ و ایں اختلاف فرقہ ہا در قرون
الثلاثة من قرن النبوّة إلی قرنِ تَبَعِ التابعین، بل ظهر بعد
ثلاثہ کہ تا زمانہ تبع تابعین ست نبود۔ بلکہ بعد از گذشتن
تقادُ☆ الأعوام والسنین، ثم ازداد یومًا فیومًا حتی کمل فی هذا الزمان.
سالہا پدید آمد۔ بعض روز بروز زیادہ شد بحدے کہ دریں زمانہ بکمال رسید

☆ بمطابق ایڈیشن اول۔ درست لفظ "تقادم" ہے۔ سہو کتابت سے "م" لکھنا رہ گیا ہے۔ (ناشر)

حضرت عیسیٰ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہیں اس سے زیادہ کوئی جھوٹ نہیں ہوگا۔ اور ایسے شخص پر امام احمد حنبل صاحب کا یہ قول صادق آتا ہے کہ جو شخص بعد صحابہ کے کسی مسئلہ میں اجماع کا دعویٰ کرے وہ کذّاب ہے۔

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد اُمّت مرحومہ تہتّر فرقوں پر منقسم ہوگئی اور صدہا مختلف قسم کے عقائد ایک دوسرے کے مخالف اُن میں پھیل گئے یہاں تک کہ یہ عقائد کہ مہدی ظاہر ہوگا اور مسیح آئے گا اِن میں بھی ایک بات پر متفق نہ رہے۔ چنانچہ شیعوں کا مہدی تو ایک غار میں پوشیدہ ہے جس کے پاس اصل قرآن شریف ہے وہ اُس وقت ظاہر ہوگا جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نئے سرے زندہ کئے جاویں گے اور وہ اُن سے غصب خلافت کا انتقام لے گا۔ اور سُنّیوں کا مہدی بھی بقول اُن کے قطعی طور پر کسی خاندان میں سے پیدا ہونے والا نہیں اور نہ قطعی طور پر عیسیٰ کے زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی فاطمہ میں سے پیدا ہوگا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بنی عباس میں سے ہوگا۔ اور بعض کا بموجب ایک حدیث کے یہ خیال ہے کہ اُمّت میں سے ایک آدمی ہے۔ پھر بعض کہتے ہیں کہ مہدی کا آنا وسط زمانہ میں ضرور ہے اور مسیح موعود بعد اس کے آئے گا۔ اور اس پر احادیث پیش کرتے ہیں۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اور مہدی دو جُدا جُدا آدمی نہیں بلکہ وہی مسیح مہدی ہے۔ اور اِس قول پر لا مھدی الا عیسٰی کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ پھر دجّال کی نسبت بعض کا خیال ہے کہ ابن صیّاد ہی دجّال☆ ہے اور وہ مخفی ہے اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا حالانکہ وہ بے چارہ مسلمان ہو چکا اور اس کی موت اسلام پر ہوئی اور مسلمانوں نے اُس کا جنازہ پڑھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ دجّال کلیسیا میں قید ہے یعنی کسی گرجا میں محبوس ہے اور آخر اسی میں سے نکلے گا۔ یہ آخری قول تو صحیح تھا مگر افسوس کہ اس کے معنی باوجود واضح ہونے کے بگاڑ دیئے گئے۔ اِس میں کیا شک ہے کہ دجّال جس سے مراد عیسائیت کا بھوت ہے ایک مُدّت تک گرجا میں قید رہا ہے اور اپنے دجّالی تصرّفات سے رُکا رہا ہے مگر

☆ ابن صیّاد کا حج کرنا بھی ثابت ہے اور مسلمان بھی تھا مگر باوجود حج کرنے اور مسلمان ہونے کے دجّال کے نام سے بچ نہ سکا۔ منہ

اور معیار اور میزان قرار دے گا وہ بچ جائے گا اور جو اس کو محک قرار نہیں دے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اب ناظرین انصاف فرمادیں کہ کیا یہ حدیث بآواز بلند نہیں پکارتی کہ احادیث وغیرہ میں جس قدر اختلاف باہمی پائے جاتے ہیں۔ ان کا تصفیہ قرآن کریم کے رو سے کرنا چاہئے۔ ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ اسلام میں تہتر کے قریب فرقے ہو گئے ہیں ہر یک اپنے طور پر حدیثیں پیش کرتا ہے اور دوسرے کی حدیثوں کو ضعیف یا موضوع قرار دیتا ہے۔ چنانچہ دیکھنا چاہئے کہ خود حنفیوں کو بخاری اور مسلم کی تحقیق احادیث پر اعتراض ہیں تو اس حالت میں کون فیصلہ کرے؟ آخر قرآن کریم ہی ہے کہ اس گرداب سے اپنے مخلص بندوں کو بچاتا ہے اور اسی عروہ وثقٰی کے پتہ سے اس کے سچے طالب ہلاک ہونے سے بچ جاتے ہیں۔

اور آپ نے جو یہ دریافت فرمایا ہے کہ اس مذہب میں تمہارا کوئی دوسرا ہم خیال بھی ہے تو اس میں یہ عرض ہے کہ وہ تمام لوگ جو اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قرآن کریم درحقیقت حکم اور رہنما اور امام اور مھیمن اور فرقان اور میزان ہے وہ سب میرے ساتھ شریک ہیں۔ اگر آپ قرآن کریم کی ان عظمتوں پر ایمان لاتے ہیں تو آپ بھی شریک ہیں۔ اور جن لوگوں نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ ایک فتنہ واقع ہونے والا ہے۔ اس سے خروج بجز ذریعہ قرآن کریم کے ممکن نہیں وہ لوگ بھی میرے ساتھ شریک ہیں اور عمر فاروق جس نے کہا تھا حسبنا کتاب اللہ وہ بھی میرے ساتھ شریک ہیں اور دوسرے بہت سے اکابر ہیں جن کے ذکر کرنے کیلئے ایک دفتر چاہئے صرف نمونہ کے طور پر لکھتا ہوں۔ تفسیر حسینی میں زیر تفسیر آیت وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ [1] لکھا ہے کہ کتاب تیسیر میں شیخ محمد ابن اسلم طوسی سے نقل کیا ہے کہ ایک حدیث مجھے پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو کچھ مجھ سے روایت کرو پہلے کتاب اللہ پر عرض کر لو۔ اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو وہ حدیث میری طرف سے ہوگی ورنہ نہیں"۔ سو میں نے اس حدیث کو کہ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ قرآن سے مطابق کرنا چاہا اور تیس سال اس بارہ میں فکر کرتا رہا مجھے یہ آیت ملی وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ [2] اب چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ پہلوں میں سے کسی ایک کا نام لو جو قرآن کریم کو محک ٹھہراتا ہے۔ سو میں نے بحوالہ مذکورہ بالا ثابت کر دیا۔ یا تو آپ کو ضد چھوڑ کر مان لینا چاہئے ☆ اور صاف ظاہر ہے کہ چونکہ یہ تمام حدیثیں سلسلہ تعامل کی تقویت یاب نہیں

☆ نوٹ: نفس در آئینہ آہنیں کند تاثیر۔ سخن نمی شنوی ظالم ایں چہ خارائے است۔ ایڈیٹر

کہتے ہیں کہ مہر علی شاہ صاحب لاہور میں آئے اُن سے مقابلہ نہ کیا۔ جن دلوں پر خدا لعنت کرے مَیں اُن کا کیا علاج کروں۔ میرا دل فیصلہ کے لئے دردمند ہے۔ ایک زمانہ گذر گیا۔ میری یہ خواہش اب تک پوری نہیں ہوئی کہ ان لوگوں میں سے کوئی راستی اور ایمانداری اور نیک نیتی سے فیصلہ کرنا چاہے مگر افسوس کہ یہ لوگ صدق دل سے میدان میں نہیں آتے۔ خدا فیصلہ کے لئے طیّار ہے اور اُس اونٹنی کی طرح جو بچہ جننے کے لئے دُم اُٹھاتی ہے زمانہ خود فیصلہ کا تقاضا کر رہا ہے۔ کاش اِن میں سے کوئی فیصلہ کا طالب ہو۔ کاش ان میں سے کوئی رشید ہو۔ مَیں بصیرت سے دعوت کرتا ہوں اور یہ لوگ ظن پر بھروسہ کرکے میرا انکار کر رہے ہیں ان کی نکتہ چینیاں بھی اسی غرض سے ہیں کہ کسی جگہ ہاتھ پڑ جائے۔ اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ بجز ان چند حدیثوں کے جو تہتر فرقوں نے بوٹی بوٹی کرکے باہم تقسیم کر رکھی ہیں رویت حق اور یقین کہاں ہے؟ اور ایک دوسرے کے مکذّب ہو۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کا حَکَم یعنی فیصلہ کرنے والا تم میں نازل ہو کر تمہاری حدیثوں کے انبار میں سے کچھ لیتا اور کچھ ردّ کر دیتا۔ سو یہی اس وقت ہوا۔ وہ شخص حَکَم کس بات کا ہے جو تمہاری سب باتیں مانتا جائے اور کوئی بات ردّ نہ کرے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کیلئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اُس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شائد غلطی ہوگئی ہو اور شائد یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔ اور کیوں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہو کہ براہین احمدیہ کا روپیہ کھا گیا ہے☆۔ اگر میرے پر تمہارا کچھ حق ہے

☆ منشی الٰہی بخش صاحب نے جھوٹے الزاموں اور بہتان اور خلاف واقعہ کی نجاست سے

جماعت سے مراد ہے اور چونکہ حکم کثرت مقدار اور کمال صفائی انوار پر ہوتا ہے اس لئے اس سورۃ میں انعمت علیھم کے فقرہ سے مراد یہی دونوں گروہ ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جماعت کے اور مسیح موعود مع اپنی جماعت کے۔ خلاصہ کلام یہ کہ خدا نے ابتدا سے اس اُمت میں دو گروہ ہی تجویز فرمائے ہیں اور انہی کی طرف سورہ فاتحہ کے فقرہ انعمت علیھم میں اشارہ ہے (۱) ایک اوّلین جو جماعت نبوی ہے (۲) دوسرے آخرین جو جماعت مسیح موعود ہے اور افراد کاملہ جو درمیانی زمانہ میں ہیں جو فیج اعوج کے نام سے موسوم ہے جو بوجہ اپنی کمی مقدار اور کثرت اشرار وفجّار وہجوم افواج بدمذاہب و بدعقائد و بداعمال شاذ و نادر کے حکم میں سمجھے گئے گو دوسرے فرقوں کی نسبت درمیانی زمانہ کے صلحاءِ اُمتِ محمدیہ بھی باوجود طوفانِ بدعات کے ایک دریائے عظیم کی طرح ہیں۔ بہر حال خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کا علم جس میں غلطی کو راہ نہیں یہی بتلاتا ہے کہ درمیانی زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بلکہ تمام خیر القرون کے زمانہ سے بعد میں ہے اور مسیح موعود کے زمانہ سے پہلے ہے یہ زمانہ فیج اعوج کا زمانہ ہے یعنی ٹیڑھے گروہ کا زمانہ جس میں خیر نہیں مگر شاذ و نادر۔ یہی فیج اعوج کا زمانہ ہے جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے لیسوا منّی و لست منھم یعنی نہ یہ لوگ مجھ میں سے ہیں اور نہ میں ان میں سے ہوں یعنی مجھے اُن سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ یہی زمانہ ہے جس میں ہزارہا بدعات اور بے شمار ناپاک رسومات اور ہر ایک قسم کے شرک خدا کی ذات اور صفات اور افعال میں اور گروہ در گروہ پلید مذہب جو تہتر تک پہنچ گئے پیدا ہو گئے اور اسلام جو بہشتی زندگی کا نمونہ لے کر آیا تھا اس قدر ناپاکیوں سے بھر گیا جیسے ایک سڑی ہوئی اور پُرنجاست زمین ہوتی ہے۔ اس فیج اعوج کی مذمت میں وہ الفاظ کافی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے اس کی تعریف میں نکلے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی دوسرا انسان